22

# جس کام کے کرنے کا خدا تعالیٰ ارادہ کر چکا ہو اُس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

(فرمودہ 3/جولائی 1953ء بمقام ناصر آباد سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"کل دوپہر سے مجھے سر درد کے دورہ کی شکایت ہے جو برابر چلتا چلا جارہا ہے۔ غالباً اِس کی وجہ وہ ٹھنڈی ہوا ہے جو یہاں رات کے وقت چلتی ہے۔ چنانچہ رات کو درد بڑھ جانے کی وجہ سے مجھے کمرہ کے اندر جانا پڑا۔ مگر باوجود اس کے کہ دواؤں سے درمیان میں کچھ افاقہ سا محسوس ہوتا ہے پھر دوبارہ درد شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خالی درد کا ہی دورہ نہیں بلکہ انفلوئنزا کا بھی حملہ ہے۔ جس کی وجہ سے گلے پر نزلہ گر رہا ہے اور آواز پوری طرح نہیں نکلتی۔ اِسی طرح کانوں میں بھی درد اور خارش ہے۔ اس وجہ سے میں آج زیادہ بول نہیں سکتا۔

اس وقت جو احباب یہاں آئے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر وہ ہیں جو گزشتہ فتنہ کے ایام میں سندھ میں ہی رہے ہیں۔ پنجاب جانے کا ان کو موقع نہیں ملا۔ اور کچھ وہ لوگ ہیں جو میرے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے اُن حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو پنجاب میں گزر رہے ہیں۔ اُن دنوں گورنمنٹ کی پالیسی یہ تھی کہ حالات کو چھپایا جائے اور دبایا جائے اور لوگوں پر یہ

ظاہر کیا جائے کہ ہر طرح امن ہے۔ اوراس میں وہ معذورتھی کیونکہ پولیٹیکل اصول کے مطابق یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر فتنہ وفساد کی خبریں پھیلیں تو لوگوں میں اَور بھی جوش پھیل جاتا ہے۔ پس گورنمنٹ کے اکثر حکام کی یہ کارروائی کسی بدنیتی پر مبنی نہیں تھی بلکہ مصلحت اِس بات کا تقاضا کرتی تھی۔ لیکن اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ باہر کی جماعتیں مرکز اور پنجاب کے حالات سے ناواقف رہیں۔ یہاں تک کہ جب حکومت نے دیکھا کہ خطوں کے ذریعہ ناظر دعوۃ وتبلیغ باہر کی جماعتوں کو اپنے حالات سے اطلاع دیتے ہیں تو انہوں نے اُن خطوط کو بھی کسی قانونی عُذر کے ماتحت روک دیا۔ اُن دنوں پنجاب کے اکثر اضلاع کے احمدیوں کی حالت ایسی ہی تھی جیسے لومڑ کا شکار کرنے کے لئے شکاری کتے اس کے پیچھے پیچھے دوڑے پھرتے ہیں اور لُومڑ اپنی جان بچانے کے لیے کبھی اِدھر بھاگتا ہے اور کبھی اُدھر بھاگتا ہے۔ اُن ایام میں لاریاں کھڑی کرکر کے احمدیوں کو نکالا جاتا اور انہیں پیٹا جاتا۔ اِسی طرح زنجیریں کھینچ کر گاڑیوں کو روک لیا جاتا اور پھر تلاشی لی جاتی کہ گاڑی میں کوئی احمدی تو نہیں۔ اور اگر کوئی نظر آتا تو اُسے مارا پیٹا جاتا۔ اِسی طرح ہزاروں ہزار کے جتھے بن کر دیہات میں نکل جاتے اور گاؤں کے دس دس پندرہ پندرہ احمدیوں پر حملہ کر دیتے۔ یا اگر ایک گھر ہی کسی احمدی کا ہوتا تو اُسی گھر پر حملہ کر دیتے۔ مال اسباب لُوٹ لیتے، احمدیوں کو مارتے پیٹتے۔ اور بعض شہروں میں احمدیوں کے گھروں کو آگ بھی لگائی گئی۔ بیسیوں جگہوں پر احمدیوں کے لیے پانی روک دیا گیا اور تین تین چار چار دن تک وہ ایسی حالت میں رہے کہ انہیں پانی کا ایک قطرہ تک بھی نہیں مل سکا۔ اِسی طرح بعض جگہ ہفتہ ہفتہ دو دو ہفتے وہ بازار سے سودا بھی نہیں خرید سکے۔ بیرونی جماعتیں ان حالات سے ناواقف تھیں وہ گورنمنٹ کے اعلانوں کو سن کر کہ ہر طرح امن ہے اور خیریت ہے خوش ہو جاتی تھیں۔ حالانکہ جس وقت خیریت کے اعلان ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ احمدیوں کے لیے خطرے کا وقت ہوتا تھا۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ حکومت کے اکثر افسروں کی نیت نیک تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر ملک میں یہ خبریں پھیلیں کہ لوگ احمدیوں پر سختی کررہے ہیں تو دوسری جگہوں کے لوگ بھی ان پر سختی کرنے لگ جائیں گے۔ اِس لیے امن کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ متواتر یہ اعلان کیے جائیں کہ سب جگہ امن ہے تا کہ شورش دب جائے اور لوگ سمجھ جائیں کہ جب سب جگہ امن ہے تو ہمیں فساد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس ہم ان

میں سے اکثر کی نیت پر شبہ نہیں کرتے۔ ہمیں سیاسیات کا علم ہے اور ہم نے تاریخ کا بھی مطالعہ کیا ہوا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تمام حکومتیں ایسا ہی کرتی ہیں۔ کیونکہ علم النفس کے ماتحت لوگوں کے جوش اُسی وقت ٹھنڈے ہوتے ہیں جب انہیں معلوم ہو کہ سب جگہ امن ہے۔ اگر انہیں پتا لگے کہ بعض مقامات پر امن نہیں تو وہ خود بھی امن سے نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی شورش نہ کی تو لوگ ہمیں طعنہ دیں گے کہ تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ اِسی وجہ سے حکومتوں کا عام دستور یہی ہے کہ ابتدا میں جو خبریں نکل جائیں سو نکل جائیں بعد میں وہ یہ پروپیگنڈا شروع کر دیتی ہیں کہ سب جگہ امن قائم ہو گیا ہے۔ تا کہ ایک جگہ کے لوگ دوسری جگہوں کی خبریں سن کر بیٹھ جائیں اور فتنہ و فساد کو ترک کر دیں۔

بہرحال ان حالات میں سے دو اڑھائی ماہ کے قریب ہماری جماعت گزری۔ بسا اوقات ہمیں بیرونی جماعتوں کی طرف سے چِٹھیاں پہنچتی تھیں کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ پنجاب میں امن قائم ہو گیا ہے اور جماعت کے خلاف شورش دَب گئی ہے۔ مگر اُسی وقت ہمیں پنجاب کی مختلف اطراف سے یہ اطلاعات پہنچ رہی ہوتی تھیں کہ فلاں کا گھر لُوٹ لیا گیا ہے فلاں جگہ عورتوں اور بچوں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ اور انہیں بچا بچا کر محفوظ مقامات پر پہنچایا جا رہا ہے، فلاں کا گھر جلا دیا گیا ہے۔ مگر باہر کی جماعتوں کی طرف سے مبارکباد اَور خوشی کے خطوط پہنچ رہے ہوتے تھے کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ گورنمنٹ کے اعلانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب ہر طرح خیریت ہے۔ پس آپ لوگ اس مصیبت کا اندازہ نہیں لگا سکتے جس میں سے پنجاب کے لوگوں کو گزرنا پڑا۔ کیونکہ سندھ، سرحد اور بنگال میں اُن فسادات کا ہزارواں حصہ بھی ظاہر نہیں ہوا جو پنجاب میں ظاہر ہوئے۔ اس وجہ سے یہاں کے لوگ امن میں رہے اور خیریت سے رہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ ان فسادات نے پنجاب میں انتہائی نازک صورت اختیار کر لی تھی وہ تغیرات جو گورنمنٹ میں پیدا ہوئے اُن کی وجہ سے بھی اور کچھ اِس وجہ سے بھی کہ حکام کا ایک حصہ ایسا تھا جو دیانت دار تھا اور اپنے فرائض کو ادا کرنا چاہتا تھا یہ فتنہ آخر دَب گیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس فتنہ کی روح ابھی باقی ہے۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر آئندہ فتنہ اٹھے تو وہ شاید پنجاب کی بجائے سندھ میں پیدا ہو یا بنگال میں پیدا ہو یا ممکن ہے پنجاب

میں ہی پیدا ہو کیونکہ ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ اس دفعہ جو فتنہ اٹھا ہے یہ خالص مذہبی نہیں تھا بلکہ سیاسی تھا۔ ہمارے ملک میں حکومت لیگ کی ہے اور لیگ کی حکومت جب سے پاکستان بنا ہے برابر چلتی چلی جارہی ہے اور بظاہر آثار ایسے نظر آتے ہیں کہ ایک لمبے عرصہ تک مسلم لیگ کی حکومت ہی قائم رہے گی۔ لیکن بدقسمتی سے لیگ کے کارکنوں کا ایک حصہ جس نے پاکستان بننے کے وقت بڑی قربانی کی تھی اپنے دوسرے ساتھیوں سے اختلاف ہوجانے کی وجہ سے لیگ سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہوگیا۔ مگر چونکہ اُس وقت نیا نیا پاکستان بنا تھا ملک کا بیشتر حصہ یہ چاہتا تھا کہ ہمارے ملک میں زیادہ پارٹیاں نہ بنیں اور نظم ونسق ایک ہی ہاتھ میں رہے۔ چنانچہ باوجود اِس کے کہ یہ جُدا ہونے والے مشہور آدمی تھے اور انہیں خیال تھا کہ اکثریت اُن کا ساتھ دے گی لوگوں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی قربانیاں بڑی تھیں، وہ ملک کے خیر خواہ بھی تھے، انہیں لوگوں میں رسوخ بھی حاصل تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم لیگ سے الگ ہوگئے تو لیگ کا اکثر حصہ ہمارے ساتھ شامل ہوجائے گا۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں جو یہ احساس پیدا ہوچکا تھا کہ زمانہ نازک ہے ہمیں اِس نازک زمانہ میں اپنے اندر تفرقہ پیدا نہیں کرنا چاہیے یہ اتنا مضبوط ثابت ہؤا کہ وہ لیگ سے باہر نکل کر ایک عضوِ بے کار بن کر رہ گئے اور اکثریت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہم سیاسیات کے ذریعہ لیگ کو شکست نہیں دے سکے۔ بوجہ اِس کے کہ مسلمانوں میں اتحاد کا جذبہ موجود ہے اور وہ اپنی حکومت کے قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں تو انہوں نے سوچا کہ اب ہمیں کوئی اَور تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔ اور ایسے رستہ سے حکومت کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے جس میں عوام کی تائید ہمارے ساتھ شامل ہو۔ چنانچہ اس غرض کے لیے انہوں نے علماء کو چُنا تا کہ لوگوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ یہ حکومت اور لیگ کی مخالفت ہے بلکہ وہ یہ سمجھیں کہ یہ مخالفت صرف مذہب اور لا مذہبی کی ہے اور اس غفلت اور جہالت میں وہ اپنے اصل مؤقف کو چھوڑ دیں۔ اور ایسے مواقع پیدا کر دیں جو بعد میں ان لوگوں کے لیے حکومت سنبھالنے کا موجب بن جائیں۔ چنانچہ اس فتنہ کی تمام تاریخ اس بات پر شاہد ہے حتّٰی کہ عملی طور پر اس فتنہ سے دلچسپی رکھنے والے اور مذہبی طور پر ہم سے اختلاف رکھنے والے وزراء نے بھی جب تقریریں کیں تو انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ فتنہ سیاسی ہے مذہبی نہیں۔ اور سیاسی فتنہ اُس وقت تک قائم رہتا ہے

جب تک کہ فتنہ پیدا کرنے والوں کو اُن کا اصل مقصد حاصل نہ ہو جائے۔ اب بظاہر تو یہ فتنہ اٹھا اور دَب گیا اور لوگوں نے محسوس کیا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں رہا کیونکہ حکومت کے حصول میں وہ پھر بھی ناکام رہے اور انہیں وہ مقاصد حاصل نہ ہوئے جو وہ چاہتے تھے۔ لیکن اِس فتنہ سے اتنا ضرور پتا لگ گیا ہے کہ ہمارے ملک کا مسلمان اِتنا سادہ ہے کہ اُسے جوش دلا دیا جائے تو وہ مذہب کے نام پر ہر کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

امریکہ کا ایک بڑا پروفیسر ایک دفعہ ربوہ میں مجھ سے ملنے کے لیے آیا۔ اس نے بتایا کہ مجھے سارے ایشیا کے حالات کا مطالعہ کرنے اور یہ دیکھنے کے لیے بھجوایا گیا ہے کہ یہاں کمیونزم کے پھیلنے کے کس حد تک امکانات ہیں۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ میں جاپان میں بھی گیا ہوں، چائنا میں بھی گیا ہوں، انڈونیشیا میں بھی گیا ہوں، برما میں بھی گیا ہوں، ہندوستان میں بھی گیا ہوں اَور پاکستان میں بھی پھرا ہوں۔ مجھ پر یہ اثر ہے کہ کسی اَور جگہ کمیونزم پھیل جائے تو پھیل جائے پاکستان میں یہ کبھی نہیں پھیل سکتا۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا اس لیے کہ اسلام کی تعلیم کو میں نے دیکھا ہے وہ کمیونزم کے خلاف ہے۔ جب اسلام کی تعلیم ہی کمیونزم کے خلاف ہے تو کم از کم پاکستان میں تو کمیونزم نہیں پھیل سکتا۔ میں نے کہا آپ کو دھوکا لگا ہے۔ کہنے لگا کس طرح۔ میں نے کہا اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کی تعلیم کمیونزم کے خلاف ہے؟ لیکن کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں جو اسلام کی تعلیم سے واقف ہیں؟ آپ گاؤں میں چلے جائیں اور لوگوں سے باتیں کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ دس ہزار میں سے ایک بھی اسلامی تعلیم سے واقف نہیں۔ کہنے لگا مولوی تو واقف ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن کبھی آپ نے اس امر پر بھی غور کیا کہ ہمارے ملک کے مولوی کا گزارہ کیا ہے؟ سو میں سے ننانوے مولوی ایسا ہے جس کی ماہوار آمدن تو دس روپیہ سے زیادہ نہیں۔ گویا اُس کی حیثیت ایک کمّی سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اور جس کا گزارہ اِتنا معمولی ہے اور جسے لوگ اپنے گھر کی بچی کھچی روٹی اور سڑی گلی ترکاری دینے کے عادی ہیں۔ اُسے خریدنا کونسا مشکل کام ہے۔

ہمارے ملک میں لطیفہ مشہور ہے۔ کہ کوئی لڑکا ملّاں کے پاس آیا اور کہنے لگا اماں نے آپ کے لیے کھیر بھجوائی ہے اُس نے کہا تمہاری امّاں کو آج کیا خیال آیا کہ اُس نے کھیر

بھجوادی۔ پچاس سال مجھے کام کرتے ہوگئے آج تک تو اُس نے کبھی کھیر نہیں بھجوائی تھی۔ آج اُسے یہ کیا خیال آ گیا؟ لڑکا کہنے لگا کھیر میں کتا منہ ڈال گیا تھا۔ اماں کہنے لگی کہ جاؤ اور جا کر مولوی صاحب کو دے آؤ۔ اُسے غصہ آیا اور اس نے برتن اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ مٹی کا برتن تھا زمین پر پڑتے ہی وہ ٹوٹ گیا۔ یہ دیکھ کر لڑکا رونے لگ گیا۔ اُس نے کہا تُو کیوں روتا ہے کھیر اگر میں نے نہیں کھائی تو میری مرضی ہے۔ تیرے لیے اِس میں رونے کی کونسی بات ہے؟ کہنے لگا میں روتا اس لیے ہوں کہ یہ برتن وہ تھا جس میں اماں بچے کو پاخانہ پھروایا کرتی تھی۔ وہ ٹوٹ گیا ہے۔ اور اب اماں مجھے مارے گی۔

غرض اکثریت مولویوں کی ایسی ہی ہے جن کے گزارے نہایت ادنیٰ ہیں۔ سوائے شہروں کے چند مولویوں کے کہ انہیں لوگوں میں عزت حاصل ہے۔ کیونکہ حکومت کی طرف سے انہیں وظیفے ملتے ہیں یا انہوں نے تجارتوں میں حصہ لیا ہوا ہے یا اپنے نام الاٹمنٹیں کروا رکھی ہیں۔ باقی سب ایسے ہیں جو جمعرات کی روٹی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اور یا پھر شادی بیاہ یا کسی کی موت پر نہایت ذلیل کام کر کے چونّی یا اٹھنّی لے لیتے ہیں۔ اور یا پھر عیدالاضحیہ کے موقع پر قربانی ہوتی ہے تو اُس کی کھالیں لے لیتے ہیں۔ مگر اب عید کی کھالوں پر بھی چیل کی طرح کبھی کوئی مدرسے والا جھپٹا مارتا ہے کبھی کوئی خانقاہ والا جھپٹا مارتا ہے اور کبھی کوئی یتامیٰ ومساکین اور بیوگان کے نام پر اس میں شریک ہوجاتا ہے۔ غرض قربانی کی کھال بھی اب صرف آدھی یا پونی ملاّں کو ملتی ہے۔ گویا سارے سال میں دس پندرہ روپے اُسے کھال کے مل جاتے ہیں۔ میں نے کہا جو شخص اتنا بھک منگا ہے اور جس کا مالی لحاظ سے اتنا بُرا حال ہے اُس کو خرید لینا کونسا مشکل کام ہے۔ جس دن کمیونسٹوں نے چند ایک ملانوں کی چار چار پانچ پانچ سو روپیہ تنخواہ مقرر کر دی تم دیکھو گے کہ وہ باقی ملانوں کو اپنے ساتھ ملا لیں گے اور سب مل کر سارے ملک کو اپنے ساتھ ملا لیں گے کیونکہ ہمارا ملک مولوی کے اثر کے نیچے ہے۔ کہنے لگا اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے تو آخر وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کیا کہیں گے؟ میں نے کہا تم نے ہمارے ملک کے کیریکٹر کا مطالعہ نہیں کیا۔ ہمارے ملک کا کیریکٹر قرآن اور حدیث کے نہ جاننے کی وجہ سے یہ ہے کہ اگر مولوی کھڑا ہوجائے اور کہے کہ اِس وقت قرآن سے محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت اور اسلام کی عزت خطرہ میں ہے اِس وقت قرآن پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔

تو سارے مسلمان کہیں گے اسلام زندہ باد، محمد رسول اللہ ﷺ زندہ باد۔ اِس طرح جس دن مولویوں نے کہا کہ کمیونزم عین اسلام ہے۔ جو کچھ قرآن کہتا ہے۔ وہی لینن اور سٹالن کہتا ہے۔ رازی نے قرآن کو نہیں سمجھا، قرطبی نے قرآن کو نہیں سمجھا، ابنِ حیان نے قرآن کو نہیں سمجھا، ابنِ جریر نے قرآن کو نہیں سمجھا، سیوطیؒ نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ قرآن سمجھا ہے تو لینن اور سٹالن نے سمجھا ہے۔ تو سارے مسلمان کہہ اٹھیں گے لینن زندہ باد، سٹالن زندہ باد، اسلام زندہ باد۔ پس ہم سے زیادہ کمیونزم کے خطرے میں اور کوئی نہیں۔ کیونکہ اَور ممالک کے لوگوں تک پہنچنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے اور ہمیں صرف بے وقوف بنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کا مسلمان یہ نہیں سوچے گا کہ یہ تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔ وہ صرف اتنا سنے گا کہ "اسلام خطرہ میں ہے" اور اس کے بعد وہ اسلام کے نام پر ہر خلافِ اسلام کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اسلام ہے کیا۔ مگر اُسے یقین دلا دو کہ اسلام خطرہ میں ہے تو پھر چاہے اسلام کے خلاف ہی اُس سے لڑائی شروع کروا دو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ کیونکہ اگر کسی مسلمان کو جوش آ سکتا ہے تو صرف اِن الفاظ سے کہ ''اِس وقت اسلام خطرہ میں ہے'' بلکہ تم اگر یہ کہو کہ توحید کے ماننے سے اِس وقت اسلام خطرہ میں ہے تو وہ یہ بھی نہیں سوچے گا کہ توحید کتنی اہم چیز ہے۔ وہ فوراً اسلام کے نام پر توحید کے خلاف لڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ پس میں نے اُسے کہا کہ تم غلطی پر ہو۔ سب سے زیادہ خطرہ کمیونزم سے پاکستان کو ہی ہے۔ اس لیے نہیں کہ ہمارا مذہب اِس کی تائید میں ہے۔ ہمارا مذہب یقیناً اس کے خلاف ہے۔ اس لیے بھی نہیں کہ ہماری اقتصادی حالت ایسی ہے کہ یہاں کمیونزم پھیل سکتا ہے۔ ہماری اقتصادی حالت بے شک گری ہوئی ہے لیکن پھر بھی وہ اِس حد تک گِری ہوئی نہیں کہ کمیونزم کے پھیلنے کے اس میں ایشیا کے دوسرے ممالک سے زیادہ امکانات ہوں۔ یہاں اگر کمیونزم کو خطرہ ہے تو صرف اس لیے کہ مسلمانوں کو نعرہ بازی کی عادت ہے۔ ایک لیڈر اٹھ کر کوئی نعرہ لگا دے تو سارے مسلمان اُس کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ باوجود اِس کے کہ ہماری جماعت کے خلاف جو فتنہ اٹھایا گیا تھا اس میں انہیں ناکامی ہوئی میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے بعض لیڈر پھر یہ سوچ رہے ہیں کہ اِس سلوگن اور نعرہ بازی سے فائدہ اٹھایا جائے اور پھر مسلمانوں کو فتنہ وفساد پر آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ کل "المصلح"

آیا تو میں نے اُس میں پڑھا کہ سہروردی صاحب نے کراچی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "پاکستان میں ایک مذہبی تحریک اٹھی اُسے حکمرانوں نے قوت سے دبا دیا، علماء کو جیل میں بند کر دیا گیا اور آج بڑے بڑے لوگ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان غلط راستہ پر ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارے رسولؐ کو آخری نبی نہ مانے تو ہم اُس کو مسلمان مان لیں۔ گویا یہ بڑے بڑے عُہدوں والے اب ہمیں اسلام سکھا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم ان کی بات نہیں مانیں گے تو دوسروں کی طرح ہمارا بھی وہی حشر ہوگا۔"1

یہ ایک خطرے کا الارم ہے جس سے ہماری جماعت کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ سہروردی صاحب پھر اس نسخہ کو آزمانے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کو مسلمان ایک دفعہ آزما چکے ہیں۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ کوئی سوال ہی نہیں کہ جو لوگ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل ہیں اُن کو مسلمان مان لو۔ بلکہ اگر کوئی شخص یہ بحث کرتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں تو ہم اِس کو بھی بیوقوفی کی بات سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہم کو مسلمان سمجھ لے گا تو کیا اُس کے مسلمان سمجھ لینے سے ہم واقع میں مسلمان بن جائیں گے؟ یا اگر کوئی شخص ہم کو کافر سمجھ لے گا تو اُس کے کافر سمجھ لینے سے ہم واقع میں کافر بن جائیں گے؟ اسلام کا تعلق تو خدا سے ہے کسی انسان سے نہیں۔ پس اس سے زیادہ بیوقوفی کی بات اَور کیا ہوگی کہ مجھے یہ فکر لاحق ہے کہ سہروردی صاحب مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ وہ مجھے کافر بلکہ اَکفر بھی سمجھ لیں تو میرے لیے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ اِسی طرح یہ بھی خلافِ عقل بات ہے کہ میں کسی کو کیا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں اگر کسی کو کافر کہوں تب بھی میرے کافر کہنے سے اُس کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ اُسے کافر کہے گا تب بے شک اُس کے لیے فکر کی بات ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر خدا کافر نہیں کہتا اور میں اُسے کافر کہتا ہوں یا وہ مجھے کافر کہتا ہے تو نہ اُس کے کافر کہنے سے میرا کوئی نقصان ہے اور نہ میرے کافر کہنے سے اُس کا کوئی نقصان ہے۔ پس یہ تو کوئی سوال ہی نہیں تھا کہ سہروردی صاحب کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آتی کہ "یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارے رسول کو آخری نبی نہ مانے تو ہم اُس کو مسلمان مان لیں۔"

آخر کب گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ احمدیوں کو مسلمان سمجھو؟ یا کب گورنمنٹ نے کسی کو سزا دی ہے کہ تم کیوں احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے؟ جب ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا تو ان الفاظ کا

سوائے اس کے اور کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ جھوٹ بول کر لوگوں کو اشتعال دلایا جائے کہ اگر کوئی رسول کریم ﷺ کو آخری نبی نہ مانے تب بھی ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم اُس کو مسلمان مان لیں۔ حالانکہ نہ گورنمنٹ نے ایسا کہا ہے اور نہ اس بناء پر اُس نے آج تک کسی کو کوئی سزا دی ہے کہ احمدیوں کو کیوں مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں کافر کہنے میں وہ کُلّی طور پر آزاد ہیں۔ اور اس سے نہ خواجہ ناظم الدین صاحب اُنہیں روک سکتے تھے اور نہ محمد علی صاحب روک سکتے ہیں۔ سُہروردی صاحب گھر میں بیٹھ کر یا بازاروں میں کھڑے ہوکر سارا دن ہمیں کافر کہتے رہیں۔ تو نہ حکومت انہیں روک سکتی ہے نہ پارلیمنٹ انہیں روک سکتی ہے اور نہ کوئی اَور طاقت انہیں روک سکتی ہے۔ پس یہ کہنا کہ ہمیں کافر کہنے سے روکا جاتا ہے جھوٹ ہے۔ اور یہ جھوٹ محض اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ سیاسی چالوں کے ذریعہ سے لوگوں میں اشتعال پیدا کر کے اُنہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے اور حکومت کی مخالفت کی جائے۔ اِس سے پتا لگتا ہے کہ وہ شورش جو بظاہر دَبی ہوئی نظر آتی ہے اصل میں دبی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے کہ وہ اس شورش کو دبا دے یا اس کو اُبھرنے دے۔

بہرحال سہروردی صاحب نے اِس فتنہ کو پھر جگانے کی کوشش کی ہے اور جیسا کہ اُن کی تقریر سے ظاہر ہے انہوں نے جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو اِس فتنہ کو ہوا دی جائے اَور لوگوں کو ایک بار پھر اشتعال دلا کر فساد پر آمادہ کیا جائے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اِس دنیا پر نہ لیگ حاکم ہے نہ خواجہ ناظم الدین صاحب حاکم تھے اور نہ مسٹر محمد علی حاکم ہیں۔ اس دنیا پر زمین و آسمان کے خدا کی حکومت ہے اور جس کام کے کرنے کا خدا ارادہ کر چکا ہو اُس کو نہ سُہروردی صاحب روک سکتے ہیں اور نہ دنیا کی کوئی اَور طاقت روک سکتی ہے۔ اگر خدا اِن فتنوں سے ہم کو بچانا چاہتا ہے اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں وہ یقیناً ہم کو بچانا چاہتا ہے تو خواہ عارضی طور پر ہمیں بعض تکلیفیں بھی پہنچیں اور ہماری جماعت کے بعض افراد کو نقصان بھی ہو۔ یقیناً آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور چونکہ ہمارا نام لے کر حکومت کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کی ان کوششوں کے بداثرات سے اللہ تعالیٰ حکومت کو بھی محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ وہ محض ہماری وجہ سے بدنام ہورہی ہے۔ حکومت کا سوائے اِس کے اَور کوئی

مقصد نہیں کہ وہ چاہتی ہے کہ ملک میں امن قائم ہو اور فتنہ پیدا کرنے والے عناصر کو سر اُٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اور چونکہ یہ ہمارے خلاف لوگوں کو اُکسا کر حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ صرف ہماری ہی تائید نہیں فرمائے گا بلکہ وہ اِس حکومت کی بھی تائید فرمائے گا جو ہماری وجہ سے بلکہ یوں کہو کہ انصاف قائم رکھنے کی کوشش کی وجہ سے مطاعن 2 کا ہدف بنی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سُنت ہے کہ جب کوئی شخص ناراستی 3 کی وجہ سے کسی قوم کو اپنا ہدف بناتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی غیرت نہ صرف مظلوم کو بچانے کے لیے بھڑکتی ہے بلکہ وہ اُن لوگوں کو بھی بچاتی ہے جو اُس مظلوم کا ساتھ دینے کی وجہ سے دنیا کی نگاہ میں بدنام ہو رہے ہوں۔ پس سُہروردی صاحب نے جو کچھ کہا ہے اِس سے انہوں نے اپنے لیے کوئی کامیابی کا راستہ نہیں کھولا بلکہ اپنی کامیابی کے راستہ میں اُنہوں نے کانٹے بچھا لئے ہیں۔ انہوں نے حکومت کے مٹانے کی کوشش کی ہے لیکن حکومت کا مقابلہ کرتے ہوئے انہوں نے خدا تعالیٰ پر حملہ کر دیا ہے۔

خدا اِس دنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے۔ خدا اِس دنیا میں انصاف قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص امن کو مٹانا چاہتا ہے اور انصاف کی بجائے ظلم اور تعدی کا راستہ کھولنا چاہتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اور خدا ایسے شخص کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ بے شک بعض زمانے ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ لوگوں کو کُھلا چھوڑ دیتا ہے کہ جو تمہارے جی میں آتا ہے کرو میں تمہارے معاملات میں دخل دینے کے لیے تیار نہیں۔ لیکن یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا دخل دے رہا ہے۔ اور ایسے زمانہ میں جب خدا دنیا کے معاملات میں دخل دے رہا ہو اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا اور دنیا میں ظلم اور ناانصافی کو قائم کرنا چاہتا ہے تو خدا اُس کے شر اور ضرر سے دنیا کو ضرور بچاتا ہے اور وہ اپنے ارادہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل 14 / جولائی 1953ء)

---

1: الفضل 2 / جولائی 1953ء صفحہ 2

2: **مطاعن**: مطعن کی جمع۔ بمعنی طعنے۔ عیب

3: **ناراستی**: ناراست: ٹیڑھا۔ جھوٹ۔ نامناسب۔ کج۔ دروغ